خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 76

Track - 1

30:36

''اعتکاف کی کیا اہمیت ہے؟''

اسلام کے جتنے بھی ارکان ہیںاگر ان پر غور کیا جائے تو ہر رکن کی ایک حیثیت انفرادی ہے اور ساتھ ساتھ اسی رکن کی حیثیت اجتماعی ہے۔ لیکن اگر تفکر کیا جائے تو اسلام کا پیغام یہ ہے کہ ساری قوم، مسلمان قوم ، امت، انبیاء کی امت کو جو پروگرام اللہ تعالیٰ نے دیا ہے وہ یہ ہے کہ اجتماعی حیثیت کو قائم کرو۔ انفرادی سوچ سے نکل کر اجتماعی سوچ کو اختیار کرو۔ اب نماز میں ، پانچ وقت کی نماز میں، اس میں باجماعت نماز ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ہر محلے میں ایک دو چار مسجدیں ہوتی ہیں۔ تو اس میں محلے کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور اجتماعی طور پر نماز کا رکن جو ہے وہ پورا کرتے ہیں۔ پھر جمعہ ہے۔ جمعے میں بھی آپ دیکھیں وہاں بھی ایک اجتماعی حیثیت ہے کہ بہت سارے محلے کے افراد ایک جگہ جمع ہوکر ایک مسجد میں اکھٹے ہوں اور وہاں اللہ کو اور اللہ کے رسول کو یاد بھی کریں اور ساتھ ساتھ اللہ کا جو نظام ہے اس کو پھیلانے کے لئے کوشش کریں ایک دوسرے سے تبادلہ خیال کریں میٹنگ کریں ۔ نماز جمعہ کے بعد پھر آپ کے ہاں عیدین کی نمازیں آتی ہیں۔ تو عیدین کی نماز میں یہ ہے کہ جس طرح کئی محلوں کے افراد کسی ایک بڑی جامع مسجد میں جاکر جمعہ کی نماز ادا کرتے ہیں اسی طرح سارے شہر کے افراد ایک جگہ جمع ہوکر نماز عید ادا کرتے ہیں۔ نماز بقر عید ادا کرتے ہیں۔ تو اس میں بھی یہی ہے کہ اجتماعی حیثیت میں اللہ کے سامنے پیش ہوں۔ اور اجتماعی حیثیت میں جب اللہ کے سامنے پیش ہوں گے تو اللہ کا جو نظام ہے وہ اجتماعی حیثیت میں متعارف ہوگا اور اس کی حیثیت جو ہے اسلام کی وہ قوم کے سامنے بھی آئے گی ، امت کے سامنے بھی آئے گی اور دوسرے لوگ بھی اس سے استفادہ کریں گے۔ عیدین کے بعد پھر آپ دیکھتے ہیں حج آتا ہے۔ اب حج ایسا ایک اجتماعی پروگرام ہے کہ اس میں سارے عالم اسلام میں جتنے بھی ملک ہیں انڈونیشیا ہے، ملائشیا ہے، ہندوستان ہے، پاکستان ہے، مصر ہے، ترکی ہے، جہاں جہاں بھی مسلمان ہیں ، روس ہے، امریکہ ہے، ہر جگہ کے مسلمان ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوجاتے ہیں۔ وہاں بھی یہی صورت آپ کے سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ اسلام کی جو اجتماعی حیثیت جو ہے وہ برقرار رہے۔ اب اس کے بعد آپ دیکھیں رمضان شریف آگیا۔ اب رمضان شریف میں آپ دیکھیں کہ جو آپ مذہبی ارکان پورے کرتے ہیں نماز کے ساتھ ساتھ پھر ایک روزہ ہوگیا۔ اب روزے میں آپ دیکھیں کہ ایک افطار کا وقت ہے، ایک سحر کا وقت ہے۔ اب جو سحر کا وقت

شروع ہوگیا فجر کی اذان تک قائم رہا جب فجر کی اذان ہوگئی تو اگر دو کروڑ
آدمی ہے، ایک کروڑ آدمی ہیں، دس لاکھ آدمی ہیں ، پچاس ہزار آدمی ہیں جتنے
بھی ہیں وہ ایک فجر کی اذان کے بعد اپنا منہ بند کرلیتے ہیں۔ یعنی حلال چیزیں
جو ہیں اپنے اوپر بند کرلیتے ہیں۔ اب سارے دن بھوکے رہتے ہیں، پیاسے رہتے ہیں
اور پھر جب افطار کا وقت آتا ہے تو کوئی آدمی ایسا نہیں ہوتا کہ جس کا منہ
بند ہو۔ سب جو ہے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتیں کھاتے ہیں اور اس سے
فیضیاب ہوتے ہیں۔ اب دیکھیں اس میں بھی ایک اجتماعی حیثیت ہے کہ اللہ کا
نام پکارا گیا فجر کی اذان میں۔ کروڑوں آدمیوں نے اپنا منہ بند کرلیا اور حلال
چیزیں جو ہیں وہ ایک طرف کردیں کہ بھئی اب نہیں کھانا۔ اور پھر مغرب کی
اذان ہوئی تو مل بیٹھ گئے اور سب نے روزہ افطار کرلیا اور اللہ کی نعمتیں
کھائیں۔ تو اس میں بھی ایک اجتماعی پروگرام ہے۔ اب ان تمام باتوں سے یہ
حکمت جو ہے سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جو ہیں وہ انفرادی سوچ کو پسند
نہیں کرتے بلکہ اجتماعی سوچ کو پسند کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انفرادی عمل کو
قبول تو ضرور کرتے ہیں لیکن اجتماعی عمل کو اللہ تعالیٰ جو ہیں خوش ہوکر
قبول کرتے ہیں۔ اور جب تک ہمارے اندر، مسلمانوں کے اندر اجتماعی شعور کام
کرتا رہا ہم ترقی یافتہ قوموں میں ہمارا شمار ہوتا رہا۔ اور جیسے جیسے
زمانہ گزرتا رہا اور ہماری اجتماعی سوچ زنگ آلود ہوتی چلی گئی اور انفرادی
سوچ میں ہم کام کرنے لگے مسلمانوں پر تنزل آتا رہا۔ اور آج آپ دیکھیں گے
مسلمان دنیا میں سب سے ذلیل قوم ہے۔ اب اس کہ برعکس دوسری قومیں مثلاً
امریکہ ہے، جرمنی ہے، برطانیہ ہے، فرانس ہے، وہ غیر مسلم ہیں۔ قرآن پاک
کی تعلیمات پر ان کا عمل بھی نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ عمل
اجتماعی شعور میں وہ داخل ہے۔ اس اجتماعی شعور کی وجہ سے چونکہ اللہ
تعالیٰ کے لئے پسندیدہ ہے وہ بات وہ قوم جو ہے ترقی یافتہ ہے ہم جو ہیں ان
کے مقابلے میں ذلیل و خوار ہیں۔ اب وہاں دیکھیں آپ وہ جناب فیصلہ کرلیا آپس
میں لڑیں گے نہیں۔ فیصلہ یہ کرلیا صاحب کہ پاسپورٹ ایک ہوگا۔ ہر ملک کا
آدمی دوسرے ملک میں اسی طرح رہ سکتا ہے ، جاسکتا ہے جس طرح اپنے ملک
میں رہ رہا ہے۔ اب وہ یہ کہہ رہے ہیں صاحب ہمارا دفاعی نظام ایک ہوگا
پاسپورٹ ایک ہوگیا۔ دفاعی نظام ایک ہوگیا۔ اب ان کا یہ بھی ہے کہ کرنسی
بھی ایک ہوجائے۔ تو اب یہ دیکھیں اس اجتماعی شعور کا انہیں فائدہ پہنچ رہا
ہے۔ اور ہم نے جو اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ سنت ہے یا مشیت ہے یا اللہ تعالیٰ
کی پسندیدہ جو طرز فکر ہے اس کو ہم نے چھوڑا ہم ان کے مقابلے میں ذلیل و
خوار ہوتے چلے جارہے ہیں اور ہوتے چلے جائیں گے۔ تو اب رمضان جو ہے رمضان
کا پروگرام بھی ایک اجتماعی پروگرام ہے۔ اور ایک ایسا پروگرام ہے کہ ساری
قوم امت مسلمہ اللہ کے لئے سارے دن بھوکی پیاسی رہتی ہے۔ اللہ کے لئے اس
نے روزہ رکھا یعنی ہر چیز کھانا پینا چھوڑ دیا اس لئے کہ اللہ یہ چاہتا ہے کہ تم
صبح سے شام تک بھوکے رہو۔ اجتماعی طور پر صبح سے شام تک بھوکے رہو۔

اور جب اللہ نے یہ چاہا کہ بھئی کہ اب تم بھوکے نہیں رہو تو روزہ افطار کرلیتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی فجر کی اذان کے بعد اس نے روزے کی نیت کرلی اور مغرب کی اذان کے بعد اس نے روزہ افطار نہیں کیا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اجتماعی سوچ سے نکل گیا اور اس کا یہ عمل بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوں یہ عمل سارے دن بھوکا تو رہا وہ لیکن اگر مغرب کی اذان کے بعد بھی وہ بھوکا رہا تو اس کا بھوکا رہنا اللہ تعالیٰ کے لئے ناپسندیدہ عمل قرار پائے گا۔ اچھا اب یہ تو آپ کے ذہن میں ایک خاکہ آگیا کہ اسلام جو ہے وہ انفرادی سوچ کو پسند نہیں کرتا۔ اسلام جو ہے وہ اجتماعی سوچ کو پسند کرتا ہے۔ اسلام یہ چاہتا ہے کہ ساری امت مسلمہ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو اور ساری امت مسلمہ کی ایک آواز ہو۔ اور ساری امت مسلمہ ایک دوسرے کو اپنا بھائی سمجھے اور ساری امت مسلمہ جو اپنے لئے چاہے وہ اپنے بھائیوں کے لئے بھی چاہے۔ اس کی سوچ یہ ہونی چاہئیے۔ اب اس میں آپ نے دیکھا پانچ وقت کی نمازیں پھر جمعہ ، جمعہ کے بعد پھر عیدین، پھر عیدین کے بعد حج، حج کے بعد رمضان۔ رمضان میں بھوک پیاس کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا۔ اب بھوک پیاس، اللہ تعالیٰ نے کہا جی بھوکے رہو۔ اب دیکھئے اللہ تعالیٰ روٹی بھی نہیں کھاتے، اللہ تعالیٰ پانی بھی نہیں پیتے۔ پھر اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت پڑی کہ وہ یہ کہے کہ صاحب آپ بھوکے رہیں سارے دن۔ اچھا اللہ تعالیٰ نے جو وسائل پیدا کئے اس میں کوئی کمی بھی نہیں ہے۔ وہ یہ کہ بھئی رمضان کے مہینے میں اللہ تعالیٰ نے جو زمین میں پانی کے سوتے نہروں کی شکل میں جاری کئے ہیان میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔ اس لئے اللہ میاں نے کہا بھئی چلو صبح سے شام تک پانی نہ پیو میرا کچھ پانی بچے گا۔ ایسا تو نہیں ہے۔ اگر آپ روزے نہ رکھیں تو پانی کی کوئی کمی نہیں ہے۔ آپ یہ کہیں کہ صاحب زمین جو ہے وہ رمضان کے مہینے میں اس میں کھیتی نہیں اگتی۔ اللہ میاں نے سوچا چلو یہ ایک مہینے روٹی نہیں کھائیں گے تو ہمارا جو راشن ہے وہ بڑھ جائے گا ۔ ایسی بھی بات نہیں ہے۔ رمضان المبارک کامہینہ ایسا ہے کہ اگر آپ دیکھیں تو آدمی ایک مہینے میں اتنا کھاجاتا ہے جتنا بارہ مہینوں میں نہیں کھاتا۔ دسترخوان میں ایک رونق ہوتی ہے۔ افطار کے وقت آپ دیکھیں ، سحر کے وقت دیکھیں۔ مطلب یہ کہ بھوکے پیاسے رہنے سے اللہ تعالیٰ کے وسائل میں کوئی زیادتی نہیں ہوجاتی۔ وسائل اسی طرح موجود رہتے ہیں۔ پھر یہ اللہ تعالیٰ کیوں چاہتے ہیکہ آدمی بھوکا رہے، پیاسا رہے ؟ اللہ تعالیٰ یہ بھوک پیاس سے خوش نہیں ہوتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ انسان کو بھوک پیاس کا عادی بنا کر ایک طرف تو یہ بتاتے ہیں کہ تم جو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھاتے ہو، تمہیں جو اللہ تعالیٰ نے یہ نعمتیں عطا کی ہیں، ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہیں نعمتیں نہیں ملتیں تو تم ان کا بھی خیال کروکہ بھئی وہ بھی کس طرح ۔ ایسے بھی گھر ہوتے ہیں، بہت گھر ہیں جن کی بیچاروں کے ہاں اتنی نعمتیں نہیں ہیں۔ تو ایک تو یہ ہے کہ اس روزے کے رکھنے سے بھوکا پیاسا رہنے سے آپ کے اندر ایک اجتماعی محبت پیدا ہوتی ہے اپنی قوم

کہ ساتھ آپ کو یہ احساس ہوتا ہے کہ بھوک کیا ہے اور پیاس کیا ہے۔ اس
احساس کی بناء پر آپ اپنے بھائیوں کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھ سکتے ہیں۔ یہ
تو ایک نفسیاتی بات ہوئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب آپ روزہ رکھ لیتے ہیں
نیت کرلیتے ہیں رکھنے کی اس وقت سے آپ کے ذہن میں یہ بات ہے کہ اب
مجھے سارے دن اللہ کے لئے نہ کچھ کھانا ہے اور اللہ کے لئے نہ کچھ پینا ہے۔ تو
جب آپ کو بھوک لگے گی تو آپ کا ذہن اللہ کی طرف جائے گا کہ اب اللہ کے لئے
ہمیں بھوکا رہنا ہے۔ آپ کو جب پیاس لگے گی تو آٹومیٹکلی آپ کا ذہن اس
طرف جائے گا کہ نہیں ہمیں پانی نہیں پینا ہے اس لئے کہ ہم نے معاہدہ کیا ہے
کہ شام تک ہم اللہ کے لئے پیاسے رہیں گے۔ تو بھوک اور پیاس کا جو تقاضہ ہے
انسان کے اندر وہ اتنا شدید تقاضہ ہے کہ اس سے بڑا کوئی تقاضہ نہیں
ہوسکتا۔ تو اتنے شدید تقاضہ کو آپ نے اپنے ارادے سے اپنے اختیار سے اللہ کی
طرف موڑ دیا۔ اب جیسے جیسے آپ اس ارادے کو اور اختیار کو بھوک پیاس کے
اللہ کی طرف موڑیں گے اسی مناسبت سے اللہ کی قربت آپ کے اندر منتقل
ہوجائے گی۔ اس لئے کہ آپ ایک چیز جو حلال ہے اسے اس لئے نہیں کھارہے ہیں
کہ اللہ تعالیٰ کے لئے آپ کو بھوکا رہنا ہے۔ تو یہ جو آپ کے اندر احساس ہے
بھوک پیاس کا آپ دیکھیں ناں یہ ساری دنیا بھوک پیاس پر چل رہی ہے۔ اگر
انسان کے پیٹ نہ لگا ہو تو یہ دنیا میں کچھ بھی نہیں رہے گا۔ یہ ساری بھاگ
دوڑ ، مکانات، شادی بیاہ ، سفر، ہوائی جہاز، کاریں موٹریں یہ سب جو ہے اس
کا تعلق اگر آپ غور کریں یہ پیٹ سے ہے۔ ہر آدمی اس پیٹ کو بھرنے کے لئے
جدوجہد اور کوشش کررہا ہے اور اسی پیٹ کے لئے وہ نئی سے نئی ایجادات کرتا
ہے۔ اور ان ایجادات سے اللہ کی مخلوق کو فائدہ پہنچتا ہے۔ تو اس پیٹ کو آپ
نے بارہ گھنٹے کے لئے ، تیرہ گھنٹے کے لئے ، کہیں کہیں سولہ گھنٹے کے لئے ، کہیں
کہیں سولہ گھنٹوں کا روزہ ہوتا ہے۔ آپ نے اس پیٹ کو اللہ کے لئے وقف کردیا
ہے۔ تو اب یہ جو آپ کا اتنا شدید تقاضہ ہے یہ تقاضہ جو ہے اللہ سے ہم رشتہ
ہوجاتا ہے۔ اور اللہ سے ہم رشتہ ہونے کی وجہ سے انسان کے اندر اللہ کی ذات
سے قربت پیدا ہوجاتی ہے۔ یہ ایک فائدہ ہوا۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جب انسان
بھوکا اور پیاسہ رہتا ہے سارے دن تو اس کے ذہن میں اس بھوکے پیاسے رہنے کے
آداب بھی ہیں۔ مثلاً اسے یہ معلوم ہے کہ اگر روزہ رکھ کہ آدمی جھوٹ بولے تو
روزہ نہیں ہوگا۔ اسے یہ بھی معلوم ہے کہ اگر روزہ رکھ کر بے ایمانی کی جائے
تو روزہ نہیں ہوتا۔ تو اس کے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ سارے دن بھوکا رہنے
کے باوجود بھی اگرمیرا روزہ نہیں ہوا تو بھوکا اور پیاسے رہنے کا فائدہ کیا ہے۔
تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ روزے میں زیادہ سے زیادہ اس بات کی کوشش کرتا
ہے کہ جھوٹ نہ بولے۔ زیادہ سے زیادہ اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ وہ
عبادت کرے۔ زیادہ سے زیادہ اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے
قریب ہونے کی کوشش اور جدوجہد کرے۔ نماز پڑھے گا ، روزہ رکھے گا، قرآن
پڑھے گا، جو بھی یعنی اس کے ذہن میں روزے سے متعلق آداب ہیں اور اللہ سے

قریب ہونے والے عمل ہیں وہ عمل انجام دے گا۔ تیسرا فائدہ روزے کا یہ ہے کہ انسان کی جو صحت ہے وہ اچھی ہوجاتی ہے۔ یہ طب کا اصول ہے کہ پیٹ کا علاج فاقہ ہے آپ یہ دیکھیں یہ جتنی بھی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اس کا کسی نہ کسی طرح تعلق جو ہے وہ پیٹ سے ہے۔ اگر انسان کا پیٹ صحیح رہے تو وہ بیمار بھی نہیں ہوتا۔ جو لوگ کھانے پینے میں احتیاط کرتے ہیں اور ان کا نظام ہضم درست رہتا ہے وہ بیمار نہیں ہوتے۔ ان لوگوں کے مقابلے میں بہت کم بیمار ہوتے ہیں جو کھانے پینے میں بے احتیاط ہوتے ہیں۔ یہ ہم سب جانتے ہیں ۔ تو اب جب ہم صبح سے شام تک بھوکے رہیں گے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارے نظام ہضم کو طاقت ملے گی ۔اور ہماری صحت بھی بحال ہوگی۔ پھر ایک صحت مند آدمی دنیاوی کام ہو یا دینی کام ہواچھی طرح انجام دے سکتا ہے۔ ایک بیمار آدمی نہ دنیا کا کام صحیح طریقے سے انجام دے سکتا ہے۔ اور نہ صحیح طریقے سے عبادت کرسکتا ہے۔ ایک آدمی کے گھٹنوں میں درد ہے ، ہاتھ پیر جمے ہوئے ہیں، اب بتائیے کیا وہ رکوع کرے گا، کیا وہ سجدہ کرے گا، کیا وہ کھڑے ہوکر نفلیں پڑھے گا، کس طرح وضو کرے گا۔ مثلاً ایک اپاہج معذور ہے وہ ۔ لیکن اس کے مقابلے میں ایک صحتمند آدمی ہے وہ سخت سردی میں بھی وضو کرلے گا، سخت سردی میں باجماعت نماز ادا کرسکتا ہے۔ سخت سردی میں بھی کھڑے ہوکر نفلیں پڑھ سکتا ہے۔ ہر کام وہ کرسکتا ہے جو دنیاوی نقطۂ نظر سے اس کی صحت اس کے کام آتی ہے اسی طرح دین میں بھی اس کی صحت اس کے کام آتی ہے۔ چوتھا فائدہ روزے کا روحانی نقطہ نظر سے ہے وہ یہ ہے کہ انسان جب بھوکا رہتا ہے اور وہ بھوک اللہ کے لئے ہوتی ہے تواس کے اندر اللہ کے انوار جو ہیں وہ ذخیرہ ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ روزے کی جزا میں خود ہوں۔ یعنی اگر انسان روزہ رکھتا ہے مسلمان روزہ رکھتا ہے، روزے کے آداب بھی پورے کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کے انوار اس کے اندر منتقل ہورہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا روزے کی جزا میں خود ہوں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی جو صفات ہیں ، اللہ تعالیٰ کے جو انوار ہیں، اللہ تعالیٰ کی جو تجلیات ہیں، اور روشنیاں ہیں وہ انسان کے اندر منتقل ہونا شروع ہوجاتی ہیں۔ اور جیسے جیسے وہ روشنیاں انسان کے اندر ذخیرہ ہوتی ہیںاسی مناسبت سے اس کی روح کے اندر بالیدگی پیدا ہوتی ہے، اس کی روح کے اندر طاقت پیدا ہوتی ہے۔ تو پہلے رمضان سے انیس رمضان تک ہر روزے دار کے اندر ایسی صلاحیتیں بیدار اور متحرک ہوجاتی ہیں جن صلاحیتوں کا تعلق براہ راست اللہ تعالیٰ کے انوار رسول اللہ ﷺ کے نور نبوت کی نسبت سے ہے۔ وہ بھر جاتا ہے۔ اس کی جو روح ہے انوار سے معمور ہوجاتی ہے، بھر جاتی ہے۔ اب یہ بیس دن میں ، انیس دن میں اس نے کوشش کرکے جدوجہد کرکے ، بھوکا رہ کے، اللہ کے حکم کی تعمیل کرکے روزے رکھ کر جو انوار اور روشنیاں اپنے اندر ذخیرہ کی ہیں اب ان انوار اور روشنیوں کے ذخیرے سے فائدہ بھی اٹھانا چاہئے۔ مثلاً آپ کے پاس ایک گاڑی ہے، بہترین گاڑی ہے۔ اس کے اندر پیٹرول نہیں ہے۔ گاڑی نہیں چلے گی۔

یا اگر پیٹرول کم ہے تو گاڑی چلے گی اور با ر بار رکے گی۔ اب اس گاڑی کی آپ
نے ٹینک کو فل کرلیا۔ اب ٹینک جب فل ہوگیا تو اس کا مطلب ہے اس گاڑی کا
استعمال بھی ضروری ہے۔ اور گاڑی اسے چلائیں ۔ اگرآپ اسے چلائیں گے تو گاڑی
آپ کے سفر میں کام آئے گی۔ اور اگر آپ اس کو نہیں چلائیں گے تو وہ گاڑی جو
ہے اس میں پیٹرول پڑا رہے گا ۔ اور ممکن ہے بہت زیادہ دن ہوجائیں تو اڑ ہی
جائے گا۔ تو اب یہ ایک مثال ناقص ہے لیکن انسان کا شعور بھی چونکہ ناقص ہے
اس لئے مثالیں بھی ایسی دینی پڑتی ہیں۔ تو انسان یعنی مسلمان روزے دار جب
انیس دن میں اپنے اندر اللہ تعالیٰ کے انوار اور تجلیات کا ذخیرہ کرلیتا ہے اب اس
کا استعمال زیر بحث آتا ہے۔ استعمال سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی روشنیاں
روح کو پرواز کی طرف مائل کرتی ہیں۔ وہ روشنیاں جو روح کے اندر ذخیرہ
ہوگئی ہیں انوار ، وہ انوار روح کو عالم بالا کی طرف رجوع کرتی ہے کہ عالم
بالا کی طرف پرواز ہونی چاہئے۔ عالم غیب میں داخل ہوکر عالم غیب کا
مشاہدہ کرنا چاہئے۔ تو اب اس مشاہدے کے لئے بہت زیادہ یکسوئی کی ضرورت
ہے۔ بہت زیادہ جسمانی سکون کی ضرورت ہے۔ تو اس جسمانی سکون برقرار
رکھنے کے لئے اور ذہنی یکسوئی حاصل کرنے کے لئے اعتکاف کا مطلب جو ہے وہ
سامنے آتا ہے۔ یعنی انسان اپنی دنیاوی مشاغل ترک کرکے ، بیوی بچوں سے دور
ہوکر ، گھر بار کو چھوڑ کر، کسی ایک گوشے میں صرف اور صرف اللہ کے لئے
بیٹھ جائے۔ اور وہ بیٹھنا دس دن کے لئے ہو۔ اب دس دن میں دیکھئے اب بیس کے
بعد سے اکیس، تئیس، پچیس، ستائیس یہ لیلۃ القدر کی رات ہوتی ہے۔ اب اللہ
تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ... ان انزلنہ فی لیلۃ القدر، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ
ہم نے قرآن کو نازل کیا لیلۃ القدر میں۔قرآن کیا ہے؟ قرآن ایک دستور العمل
ہے۔ ایسا دستور العمل جو آپ کے لئے دنیا کی رہنمائی بھی کرتا ہے، اور ایسا
دستور العمل جو آپ کے لئے عالم بالا اور ماورائی دنیا کے لئے بھی رہ نمائی کرتا
ہے۔ تو اب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،... ان انزلنہ فی لیلۃ القدر ... لیلۃ القدر خیر
من الف شھر ۔ اور یہ لیلۃ القدر کیا ہے؟ یہ لیلۃ القدر جو ہے ایک ہزار مہینوں
سے افضل ہے۔ دیکھئے وہاں ہمارے جو بزر گ ہیں جن سے ہم نے سنا وہ بھی
صحیح کہتے ہیں وہ کہتے ہیں صاحب ایک رات کی عبادت جو ہے ہزار مہینوں
سے بہتر ہے ۔ تو اللہ تعالیٰ نے تو یہ نہیں کہا کہ اس رات میں عبادت جو ہے وہ
ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ لیلۃ القدر خیر من الف شھر، ایک رات ایک ہزار
مہینوں سے افضل اور بہتر ہے۔ ایک ہزار مہینوں میں حساب کتاب سے اگر اس
کو بات کو سمجھا جائے تو تیس ہزار دن ہوتے ہیں اور تیس ہزار راتیں ہوتی
ہیں۔ ایک مہینے میں تیس دن ہوتے ہیں، تیس راتیں ہوتی ہیں۔ تو خیر من الف
شھر ایک ہزار مہینوں سے افضل ہے کا مطلب یہ کہ یہ رات تیس ہزار دن اور
تیس ہزار راتوں سے بہتر ہے۔ تیس ہزار دن ، تیس ہزار راتوں کا جب ہم
تذکرہ کرتے ہیں تو رات کی اور دن کی جب ہم

Definition

بیان کریں تو رات کی اور دن کی

Definition

یہ ہے کہ انسان دن میں جاگتا ہے ، بیدار رہتا ہے، یعنی بیدار رہ کر زندگی گزارتا ہے ۔ حواس خمسہ میں رہ کر زندگی گزارتا ہے۔ جذبات و احساسات کے ساتھ زندگی گزارتا ہے۔ اور رات میں بیداری سے ہٹ کر خواب کے عالم میں زندگی گزارتا ہے۔ تو خواب کے عالم میں جب ہم تجزیہ کرتے ہیں خواب کے عالم کا اور غور و فکر کرتے ہیں تو خواب کا عالم یہ ہے کہ جب ہم سوتے ہیں جیسے ہی ہم سوتے ہیں ہماری جو رفتار ہے ، سفر کی جو رفتا ر ہے ، سننے کی جو رفتا ر ہے، حواس کی جو رفتا رہے، وہ دن کی رفتار سے زیادہ ہوجاتی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ہم یہاں سوتے ہیں اور ابھی ہم لندن میں پہنچ گئے۔ کوئی آدمی ہمارا انگوٹھا چھیڑتا ہے تو پھر ہم ایک سیکنڈ کے ہزارویں فریکشن میں پھر پاکستان میں موجود ہوتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ مہینوں کا سفر سیکنڈوں میں طے ہوجاتا ہے۔ تو خواب کے حواس میں ہماری رفتار بڑھ جاتی ہے۔ تو اب ہم یوں کہیں گے اس کو سائنسی نقطہ نظر سے کہ ایک رات بہتر ہے تیس ہزار خواب کے حواسوں سے۔ تیس ہزار رات کے خواب کے حواس سے۔ اور ایک رات بہتر ہے تیس ہزار دن کے حواس سے۔ تو اب اس کا سیدھا سیدھا مطلب یہ ہوا کہ ایک رات بہتر ہے ساٹھ ہزار دنوں پرے یعنی ایک انسان جتنا سفر ساٹھ ہزار دن اور رات میں کرتا ہے اگر اس کے اندر لیلۃ القدر کے حواس اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور رسول اللہ ﷺ کی نسبت سے متحرک اور بیدار ہوجائیں تو وہی بندہ ایک رات میں ساٹھ ہزار رات اور دن کے برابر سفر کرتا ہے۔ اگر اس نے عبادت کی یعنی نفلیں اس نے پڑھیں اس رات میں اگر ان نفلوں میں اس کا ذہن یکسو ہوگیا اگر ان نوافل میں اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہوگیا تو وہ تعلق جو ہے وہ ساٹھ ہزار گنا رفتار سے سفر کرے گا اور ساٹھ ہزار حواس کے برابر اس آدمی کی اسپیڈ ہوجائے گی۔ تو یہ جو رمضان میں ہم نے انیس دن تیاری کی ، انیس دن کی تیاری میں ہمارے اندر ایک اجتماعی شعور پیدا ہوا۔ اور اجتماعی شعور کے ساتھ ساتھ جب ہم نے اپنے آپ کو ماحول سے آزاد کیا ، بال بچوں سے دور کیا، اور صرف اللہ کا نام لے کر کسی مسجد کے کونے کھدرے میں بیٹھ گئے اس ارادے سے بیٹھ گئے کہ دس دن تک نہ کوئی دنیاوی کام کرنا ہے ، دس دن تک نہ بچوں کے پاس جانا ہے، دس دن اور دس رات ایک جگہ بیٹھ کر اپنے ذہن کو صرف اور صرف اللہ کے ساتھ وابستہ رکھنا ہے اور صرف اور صرف اللہ کی عبادت کرنی ہے۔ تو اس میں یہ ہوگا کہ اب یہ انسان کی اپنی اپنی سکت ہوتی ہے کسی آدمی کے اندر یہ سکت ہوتی ہے کہ وہ دو سیر وزن اٹھالیتا ہے، کسی آدمی کے اندر یہ سکت ہوتی ہے وہ ایک من وزن اٹھالیتا ہے، یہ اپنی اپنی سکت کی بات ہے۔ تو اگر بیس، انیس د ن کے اندر یا بیس دن کے اندر اس کی سکت کے مطابق روشنیوں اور انوار کا ذخیرہ زیادہ ہوگیا ہے تو اس کے اندر وہ جو لیلۃ

القدر ہے وہ اکیس کی رات بھی ہوسکتی ہے، تئیسویں بھی ہوسکتی ہے،
پچیسویں بھی ہوسکتی ہے اور ستائیسویں بھی ہوسکتی ہے۔ ستائیس تک تو
بہرحال یہ کام ہونا ہی ہونا ہے کہ اس کے اندر رفتار جو ہے وہ ساٹھ ہزار گنا
ہوجائے۔ تو یہ اعتکاف ہے، اعتکاف میں جو لوگ بیٹھتے ہیں فی الواقع یہ اتنا بڑا
عمل ہے لیکن اس کے ساتھ شرط یہ ہے کہ روزے جو ہیں وہ صحیح معنوں میں
رکھے جائیں۔ ہمارے ہاں جو روزے رکھے جاتے ہیں اس میں کھانے پینے کا زیادہ
اہتمام ہوتا ہے اور بھوکے رہنے کا اہتمام کم ہوتا ہے۔ دیکھئے سحری میں اتنا
زیادہ کھالیتے ہیں کہ وہ دوپہر تک تو ہضم ہی نہیں ہوتا۔ اور دوپہر کے بعد پھر
افطاری میں لگ جاتے ہیں۔ تو اب وہ صبح سے ظہر تک تو کھانا ہضم ہی ہونے
میں لگ جاتا ہے، ڈکاریں ہی آتے رہتے ہیں آدمی کا ذہن ویسے ہی کھانے کی
طرف لگا رہتا ہے اس سے تو ذہن جاتا ہی نہیں۔ اور ظہر کے بعد پھر وہ
افطاری کی طرف جاتی ہے۔ مغرب کے بعد پھر اتنا کھالیتے ہیں کہ عام دنوں میں
کھائیں میرا خیال ہے روز سب کو ہیضہ ہوجائے گا۔ وہ تو اللہ کا ایک نظام ہے
روزے کی برکت ہے کہ وہ آدمی بیمار نہیں ہوتا ورنہ دسترخوان میں جو کچھ
ہوتا ہے وہ طبی نقطہء نظر سے تو آدمی روز نہیں کھاسکتا۔ وہ بیمار ہونا لازم
ہے۔ اب دیکھئے یہ بھی ایک روزے کی برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ اتنی نعمتیں آپ کو
دیتا ہے اور سب ہضم ہوجاتے ہیں۔ تو یہ رمضان کا پروگرام جو ہے دراصل یہ
ایک ماورائی دنیا میں داخل ہونے کا پروگرام ہے۔ اور صحیح بات یہ ہے کہ
رمضان کے روزے اگر بیس دن تک صحیح معنوں میں رکھ لئے جائیں اور اس کے بعد
اعتکاف میبیٹھا جائے تو ذہنی مرکزیت حاصل ہونے کے بعد انسان کو، مسلمان کو
مرتبہء احسان حاصل ہوجاتا ہے۔ مرتبہء احسان رسول اللہ ﷺ کے ارشاد عالی
کے مطابق مرتبہ ء احسان یہ ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ مومن کو مرتبہء احسان
حاصل ہوتا ہے اور وہ مرتبہ ء احسان کے دو درجے ہیں۔ ایک درجہ یہ ہے کہ
بندہ یہ محسوس کرے کہ مجھے اللہ دیکھ رہا ہے۔ اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ بندہ
یہ محسوس کرے اور دیکھے کہ میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں۔ تو یہ جو رمضان کا
پروگرام ہے ایک مہینے کا یہ اس پروگرام کی کامیابی کے نتیجے میں اگر فی
الواقع صحیح معنوں میں جدوجہد اور کوشش کی جائے تو مومن کو رسول اللہ ﷺ
کے ارشاد کے مطابق مرتبہ احسان حاصل ہوجاتا ہے۔ اور یہ اعتکاف کی بہت
بڑی اہمیت ہے۔ اور اعتکاف کرنا چاہئیے۔ جتنے بھی خصوصاً نوجوان بچے ہیں ،
بوڑھے تو کرتے ہی ہیں لیکن وہ بوڑھے آدمیوں کا اعتکاف بھی بوڑھا ہی ہوتا
ہے۔ کبھی سرمیں درد ہورہا ہے، کبھی گھٹنوں میں درد ہورہا ہے۔ کبھی ہائے
کبھی وائے۔ وہ اعتکاف میں بھی ہائے وائے ہوتی رہتی ہے عبادت کا تو کوئی
مسئلہ بنتا نہیں۔ خصوصاً نوجوان طبقہ یا ادھیڑ عمر کے جو لوگ ہیں ان کو
ضرور رمضان کا جو اللہ تعالیٰ نے جوعبادات کا پروگرام بنایا ہے اس پروگرام کا
فائدہ اٹھانے کے لئے اعتکاف کرنا چاہئے۔ اور اعتکاف میں ظاہر ہے جب آپ
مسجد میں ہوں گے تو مسجد میں کیا پڑھیں گے؟ قرآن پڑھیں گے، نفلیں پڑھیں

گے، درود شریف پڑھیں گے۔ اس میں کوئی خصوصیت نہیں ہے کہ صاحب یہ پڑھا
جائے۔ اب ویسے یہ روحانی لوگ جو ہیں ان کا کہنا یہ ہے کہ کثرت سے درود
شریف پڑھنا چاہئے۔ اور کلمہ تمجید پڑھنا چاہئے تیسرا کلمہ ۔ سبحٰن اللہ ولحمد
للہ و لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اور قرآن
پاک پڑھنا چاہئے، قرآن پاک کے معانی میں غور و فکر کرنا چاہئے۔ مراقبہ کرنا
چاہئے۔ مراقبہ سے مراد یہ ہے کہ آپ جب بھی کچھ پڑھیں تھوڑی دیر کے لئے
آنکھیں بند کرکے بیٹھ جائیں اور یہ تصور کریں کہ مجھے اللہ دیکھ رہا ہے۔ مجھے
اللہ دیکھ رہا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اور رسول اللہ ﷺ کی نسبت
سے یہ تصور بڑھ جائے کہ مجھے اللہ دیکھ رہا ہے یہ ہوجاتا ہے چار پانچ دن میں
ہوجاتا ہے اگر اعتکاف میں آدمی بیٹھے تو پھر اسے اس میں اس بات کا مراقبہ
کرنا چاہئے میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ تو بھائی دور تو ہیں نہیں۔
اللہ تعالیٰ نے تو خود فرمایا ... نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ میں تمہاری رگ
جان سے زیادہ قریب ہوں ۔ اب یہ ہے کہ ہم اسے دیکھیں تو سہی۔ اسے پکاریں
تو سہی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جہاں تم ایک ہو وہاں میں دوسرا
ہوں۔ جہاں تم دو ہو وہاں میں تیسرا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ
... الا انہ بکل شییء محیط کہ بھئی میں نے توتمہیں احاطہ کیا ہوا ہے میں تو
ایک دائرہ ہوں تم اس کے اندر ہو۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا جو فرمان ہے جب ہم
اس میں غور و فکر کریں گے اللہ تعالیٰ کو تلاش کریں گے اللہ تعالیٰ کہیں دور
نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ تو ہمارے اندر بستے ہیں، نحن اقرب الیہ من حبل الورید،
اللہ تعالیٰ دل میں بستے ہیں، رگ جان سے زیادہ قریب ہیں، تو رمضان میں
اعتکاف بہت بڑی اس کی فضیلت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں
رمضان کی برکات سے فیضیاب کرے۔ اور ہمیں توفیق دے کہ ہم زیادہ سے زیادہ
اعتکاف میں بیٹھیں۔ اور زیادہ سے زیادہ مراقبہ کریں۔ اور زیادہ سے زیادہ اللہ
تعالیٰ کے معاملات میں، اللہ تعالیٰ کی آیات میں ... ان فی ذالک لآیت لاولی الباب
... کہ اللہ کے جو پسندیدہ لوگ ہیں عقل والے لوگ ہیں ، سمجھد ار لوگ ہیں
وہ اللہ کی آیات میں غور و فکر کرتے ہیں، تفکر کرتے ہیں ، تو قرآن شریف
پڑھیں، غور و فکر کریں ، اور زیادہ سے زیادہ مراقبہ کریں۔ مراقبہ یہی کہ
مجھے اللہ دیکھ رہا ہے۔ یا یہ مراقبہ کریں کہ میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں۔

★★★★★